حالاتِ حاضرہ

"مڈل ایسٹ کمانڈ"

از

(جناب اسرار احمد صاحب آزاد)

اکتوبر ۱۹۵۱ء کے نصف اول میں جب مصر نے نہر سویز اور سوڈان سے متعلق برطانیہ کے ساتھ طے شدہ غیر مساوی معاہدات کی تنسیخ کے ارادہ کا اظہار کیا تھا، برطانیہ کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ ——— اگر مصر "مڈل ایسٹ کمانڈ" یعنی مشرقِ وسطیٰ کے عسکری دفاع کے اس منصوبہ کے ساتھ متفق الرائے ہو جائے جو متحدہ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور ترکی نے مرتب کیا ہے تو برطانیہ کو نہر سویز کے خطہ کے متعلق مصر کا مطالبہ تسلیم کر لینے پر کوئی اعتراض نہ ہوگا ——— اور اس وقت سے اب تک بین الاقوامی سرگرمیوں میں برابر اس منصوبہ کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ اور اگرچہ رائٹر کی ایک اطلاع کے مطابق ادارہ اقوام متحدہ کی مجلس عمومی میں شریک ہونے والے ممالک مشرقِ وسطیٰ کے مندوبین نے پیرس میں ایک جلسۂ مشورہ منعقد کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انھیں ——— مغرب کی اس تجویز کا جواب دینے میں عجلت سے کام نہیں لینا چاہئے ——— لیکن لندن کے اخبار "ڈیلی ٹیلیگراف" کا بیان ہے کہ ——— بہر حال مڈل ایسٹ کمانڈ کے منصوبہ پر عمل درآمد ضرور کیا جائے گا۔

بظاہر مشرقِ وسطیٰ کے عسکری دفاع کے منصوبہ کا مقصد تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خطۂ ارض کو سوویٹ روس کے جارحانہ حملہ سے محفوظ رکھنے کے لئے متحدہ امریکہ نیز برطانیہ کی قیادت میں کی حمایت اور اعانت سے مشرقِ وسطیٰ کے ممالک کی عسکری تنظیم کی جائے لیکن حقیقت بالکل مختلف ہی نہیں بلکہ اس کے برعکس بھی ہے اور اگر مشرقِ وسطیٰ کے باشندوں جمہوریت پسند حکومتوں نیز امن پسند عوام نے شدت کے ساتھ اس منصوبہ کی مخالفت نہ کی تو مستقبل میں یہی منصوبہ، مشرق میں، مغرب کے نئے ملوکانہ اور مستعمرانہ اقدامات کا وسیلہ بن جائیگا

یہاں اس حقیقت کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ مشرق وسطیٰ کوئی چھوٹا سا خطۂ ارض نہیں بلکہ اس اصطلاح کے دائرہ میں، مصر، سوڈان، اری ٹیریا، حبشہ، سومالی لینڈ، سعودی عرب، یمن، خلیج فارس فلسطین، شرق اردن، شام، لبنان، ترکی عراق اور ایران غرضکہ مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ کے تقریباً تمام چھوٹے بڑے ممالک شامل ہیں اور اگر مذکورہ بالا ممالک کی جداگانہ، تجارتی، معدنی اور عسکری خصوصیتوں اور اہمیتوں کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اول تو ایشیا، افریقہ اور یورپ کو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ کرنے والے فضائی، بری اور بحری راستے مشرقِ وسطیٰ ہی سے گذرتے ہیں دوسرے سوویٹ روس کے لئے خلیج فارس اور مشرقی بحیرۂ روم میں داخل ہونے کی راہیں بھی واقع ہیں اور تیسرے بحیثیت مجموعی یہ خطۂ ارض اپنے تیل کے چشموں، کپاس کی پیداوار، زرعی حیثیت اور معدنی دولت کے اعتبار سے بھی بے حد اہمیت کا حامل ہے اور چونکہ مشرق وسطیٰ صنعتی اعتبار سے پسماندہ واقع ہوا ہے اس لئے ایک طرف تو مغرب کے زر پرست تاجر . . . اس خطۂ ارض کے ممالک سے کم قیمت پر اور بکثرت خام اشیاء حاصل کر سکتے ہیں اور دوسری طرف تیار شدہ اشیاء فروخت کر کے گرانقدر مالی منافع حاصل کرتے ہیں۔ پھر چونکہ مشرقِ بعید میں مستعمرین مغرب کی گرفت کمزور ہوتی جا رہی ہے اس لئے مستقبل میں اپنی مستمرانہ خواہشات کی تکمیل کی ان کی تمام تر توقعات مشرقِ وسطیٰ اور جنوبی افریقہ کے ساتھ وابستہ ہو کر رہ گئی ہیں اور انھیں امور نے مشرقِ وسطیٰ کی سیاسی، عسکری اور تجارتی اہمیت کو المضاعف بنا دیا ہے۔

پھر اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کر دینا چاہیئے کہ یہ منصوبہ آج سے چند ماہ پیشتر ہی تیار کیا گیا ہے اور اگر مشرقِ وسطیٰ میں سال گذشتہ کے وسط سے اس وقت تک رونما ہونے والے واقعات کو مدنظر رکھا جائے تو یہ نتیجہ برآمد کر لینا کچھ زیادہ دشوار نہیں کہ اس منصوبہ کی ترتیب کے محرکات میں ان واقعات کا ردعمل بھی شامل ہے۔ مثلاً کیا برطانیہ ایران کے تیل کے چشموں سے دست برداری اور نہر سوئز کے خطہ سے کامل محرومی کو گوارا کر سکتا ہے اور کیا دنیا کے جنگ باز امن کی اس تحریک کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں جو سال رواں کے آغاز ہی میں قاہرہ میں منعقد کی جانے والی امن کانفرنس

کے لئے مشرق وسطیٰ کے ممالک میں جاری ہے؟ لیکن ظاہر ہے کہ عام حالات میں نہ تو ایران اور مصر کو ان کے حقوق سے محروم کیا جا سکتا ہے اور نہ مشرق وسطیٰ کے عوام کی تحریک امن ہی پر کوئی پابندی عاید کی جا سکتی ہے لیکن اگر "مڈل ایسٹ کمانڈ" کا منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا تو اس خطۂ ارض کی تمام ترقی پسندانہ قومی اور بین الاقوامی تحریکات کو نہایت آسانی کے ساتھ کچل دیا جا سکتا ہے۔

مختصر یہ کہ اگر "مڈل ایسٹ کمانڈ" کے قیام کی تجویز پر عمل درآمد کیا گیا تو اس کی بدولت ایک طرف تو مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک برطانیہ اور بالخصوص امریکہ کے فوجی مستقر بن جائیں گے اور اس طرح آج جنگ کے جو خطرات لاحق ہیں ان میں اضافہ ہو جائے گا، دوسری طرف یہ تمام ممالک عملاً اپنی آزادی اور خود مختاری سے محروم ہو جائیں گے اس خطۂ ارض کی تمام عوامی تحریکات کچل دی جائیں گی، مشرق وسطیٰ میں مغربی زرپرستوں کے تجارتی مفادات محفوظ ہو جائیں گے اور وہ تمام راہیں کھلی رہیں گی جو انھیں مشرق بعید تک پہنچنے کے لئے درکار ہیں۔

"مڈل ایسٹ کمانڈ" کے منصوبہ کی ترتیب، شمالی بحر اوقیانوس کے ممالک کے اس معاہدہ کے مطابق کی گئی ہے جو ۱۹۴۹ء میں طے ہوا تھا۔ اس معاہدہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے "ناٹو کونسل" (نارتھ اٹلانٹک ٹریٹی آرگنائزیشن کونسل) کے نام سے جو مجلس قایم ہے، نومبر ۱۹۵۱ء میں اس کا اجلاس روم (اطالیہ) میں منعقد ہوا تھا۔ اس اجلاس کی کارروائی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا میثاق کے مطابق مغربی یورپ کے دفاع کے لئے معاہد ممالک نے امریکی جنرل آئزن ہاور کے ماتحت جو افواج جمع کی ہیں جنرل آئزن ہاور نے ان میں ۱۹۵۲ء کے موسم گرما تک ۴۰ ڈویژنوں اور ۱۹۵۳ء تک مزید ۹۰ سے ۱۰۰ ڈویژنوں تک اضافہ کا مطالبہ کیا ہے۔ لیکن برطانیہ نے یورپ کی اس مشترکہ فوج کے قیام کے سلسلہ میں تعاون کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ل" کی مذکورہ بالا کارروائی کے مطالعہ کے بعد قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے
بہ ملوکیت پسندی، استعمار اور نو آبادیات خواہی میں متحدہ امریکہ سے بھی ایک قدم آگے بڑھا ہوا ہے اور دوسری عالمگیر جنگ کے بعد سے امریکہ کے زیر اثر ہے "مشترکہ یورپی فوج"

کے قیام کی تجویز کے ساتھ اتفاق رائے کیوں نہیں کیا؟ اور اس سوال کا جواب یہ ہے کہ برطانیہ، امریکہ کے زیراثر ہونے کے باوجود ایک آزاد ملک ہے مغربی یورپ مدت دراز تک اس کے زیراثر رہا ہے اور آئندہ بھی وہ اس خطۂ ارض کو اپنے ہی زیراثر لے آنے کا خواہشمند ہے لیکن اگر "یوروپی فوج" کے قیام کی بدولت مغربی یورپ عملاً امریکہ کا ایک فوجی مستقر بن گیا تو یہ امر برطانیہ کے مفاد کے منافی ثابت ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ اگر یوروپی فوج کے قیام کا منصوبہ میثاق شمالی بحراوقیانوس کے ایک ممتاز فریق برطانیہ کے زاویۂ نظر سے مغربی یوروپ کو امریکہ کی فوجی نوآبادی میں تبدیل کر کے برطانیہ اور مغربی یورپ کے دوسرے ممالک کی آزادی اور خود مختاری کے لئے ایک خطرہ ثابت ہو سکتا ہے تو "مڈل ایسٹ کمانڈ" کا منصوبہ مشرق وسطیٰ ہی کے لئے نہیں بلکہ پورے مشرق کی آزادی اور خود مختاری کے لئے عظیم ترین خطرات کا پیش خیمہ کیوں نہیں بن سکتا؟ یہی وجہ ہے کہ عرب ممالک کے رہنما متفقہ طور پر اس منصوبہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ چنانچہ ادارہ اقوام متحدہ میں مامور شامی وفد کے رہنما فارس الخوزی نے اعلان کیا ہے کہ ــــ یہ منصوبہ عرب ممالک کی حالت کو زیر حفاظت رکھے جانے والے ملکوں کی حالت کے مقابلہ میں بھی بدتر بنا دے گا۔ اور عرب لیگ کے سکرٹری جنرل عزام پاشا نے اس منصوبہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ ــــ اس منصوبہ میں بین الاقوامی امن اور تحفظ کے مقصد کو مدنظر نہیں رکھا گیا ہے۔

پھر اسی قدر نہیں بلکہ "مڈل ایسٹ کمانڈ" کا منصوبہ عرب ممالک اور ترکی کے مابین زبردست اختلافات پیدا کر دینے کا موجب بن جائے گا اور جنگ عظیم اول کے زمانہ میں برطانوی ملوکیت پسندوں نے ان دو مسلمان قوموں کے مابین عناد و منافرت کی جو خلیج حائل کر دی تھی اور جو امتداد زمانہ کی بدولت ہموار ہوتی جارہی تھی اب پھر عمیق اور نمایاں ہو جائے گی۔ چنانچہ اس کے آثار بھی نمایاں ہوتے جارہے ہیں اور عرب اخبارات میں ترکی کی مذمت اور مخالفت بھی شروع ہوگئی ہے۔ چنانچہ لبنان کا ایک اخبار "البیرق" نے لکھا ہے کہ ــــ جب ترکی نے ہمارے ملک پر اپنا تسلط قائم کیا تھا تو اس نے ہماری آزادی کو محدود کر دیا تھا ہمیں اذیتیں پہنچائی تھیں، ہمارے شہریوں کو قید خانوں میں بند

کردیا تھا اور آزادی کے سلسلہ میں ہماری تمام ترقی پسندانہ تحریکات کو کچل دیا تھا۔ عرب متعدد بار ترکی کو اپنا دوست اور بہی خواہ سمجھ کر زبردست غلطی کا ارتکاب کر چکے ہیں لیکن اب ہم اس کی ہوسِ ملک گیری کی حمایت نہیں کر سکتے اور اس نے مشرقِ وسطیٰ کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے ہم شدت کے ساتھ اس کی مذمت اور مخالفت کرتے ہیں — اور شام کے ایک جریدہ "البطح" نے "مڈل ایسٹ کمانڈ" کی تجویز کے سلسلہ میں ترکی کے رویہ پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ — ترکی، امریکہ کی ایک نوآبادی بن گیا ہے اور چونکہ اسے سلطنت عثمانیہ کے احیاء کے متعلق اپنے منصوبے کی تکمیل کے لئے مغربی طاقتوں سے فوجی امداد حاصل ہونے کا امکان نظر آتا ہے، اس لئے وہ عسکری، اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے ان طاقتوں کے ساتھ منسلک ہوجانے کا خواہش مند ہے۔ اور ترکی نیز عرب ممالک کے مابین پیدا شدہ یہ اختلافات بجائے خود اس خطۂ ارض کے لئے تباہ کن ثابت ہو سکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ "مڈل ایسٹ کمانڈ" کا منصوبہ بین الاقوامی تنازعات میں ایک اور تنازعہ کا اضافہ ثابت ہوگا۔ اس کی بدولت عرب ممالک کی تمام تر قومی تحریکات مسدود ہو جائیں گی اور مغربی ملوکیت پسندوں کے تحفظ اور دفاع کا تمام تر بار عرب عوام کو برداشت کرنا پڑے گا۔ اور جہاں تک مسلمانانِ عالم کا تعلق ہے یہ منصوبہ ان کے منتشر شیرازہ کی مزید پراگندگی کا باعث ثابت ہوگا۔

رہنمائے قرآن

اسلام اور پیغمبر اسلام صلعم کے پیغام کی صداقت کو سمجھنے کے لئے اپنے انداز کی کتاب ہے جو خاص طور پر غیر مسلم یورپین اور انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے ہے جدید ایڈیشن قیمت مجلد ایک روپیہ۔

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی